

لَوْلَكَ لَهَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكُ

اگر تم نہ ہوتے تو میں کائنات کی کوئی بھی چیز پیدا نہ کرتا

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلِئَتْهُ يُصْلُوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَأْيُّهَا الَّذِينَ امْنُوا صَلُوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا (الاحزاب: 57)

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت صحیح ہے۔ اے وہ لوگوں ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔
گر ارض و سما کی محفل میں لَوْلَكَ لَهَا کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

(مولوی ظفر علی خان)

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ لَوْلَكَ لَهَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكُ کہ اگر تم (یعنی محمد) نہ ہوتے تو میں اس دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکال کر دنیا میں بھیج گئے تو ہر وقت روتے اور استغفار کرتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ آسمان کی طرف دیکھا اور عرض کی: اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مغفرت چاہتا ہوں۔ وحی نازل ہوئی کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے جانتے ہو؟ عرض کیا۔ جب آپ نے مجھے پیدا کیا تھا تو میں نے عرش پر لکھا ہو ادیکھا تھا لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ تو میں سمجھ گیا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اوپھی کوئی ہستی نہیں ہے۔ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ لکھ رکھا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ وہ خاتم النبیین ہیں۔ تمہاری اولاد میں سے ہیں۔ وہ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ کیے جاتے۔

(ریاض السالکین صفحہ 302)

بعض محدثین، مکتبہ فکر اور اکابر اس حدیث کو موضوع قرار دیتے ہیں اور اس کی بنیاد اس حدیث کو قرار دیتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لَوْلَكَ لَهَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكُ کہ اگر تم نہ ہوتے تو میں اس دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

(ریاض السالکین صفحہ 244)

ان احادیث کے موضوع ہونے پر ایک دلیل یہ بھی دی جاتی ہے کہ لَوْلَكَ کی ترکیب عربی نہیں بلکہ بھی ہے۔ عربی قواعد کے مطابق لَوْلَكَ آنچا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین غزوہ خندق کے دوران خندق کی مٹی ڈھوتے وقت یہ شعر گنگنا رہے تھے:

اَللَّهُمَّ لَوْلَكَ اَنْتَ مَا اهْتَدَيْتَنَا

(بخاری کتاب المغازی باب غزوہ خندق)

افلاک کے معانی آسمانوں کے ہیں لیکن اس سے مراد دنیا میں موجود ہر چیز ہے یعنی زمین و کائنات گویا جزو بول کر گل مراد لیا گیا ہے۔
ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں لَوْلَكَ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَوْلَكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا

(دیلمی، الفردوس بیانوں اور الخطاب رقم: 8031)

کہ اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو جنت کو بھی پیدا نہ کرتا اور اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو پھر دنیا کو بھی پیدا نہ کرتا۔ معروف مفسر امام آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں حقیقتِ محمد یہ کے بیان میں اس حدیث کو بیان کیا ہے پھر اسی روایت کو سورۃ الفتح کی آیت **إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتَحًا مُّبِينًا** میں ”لَكَ“ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ (لَكَ) میں لام تعليل کے لئے ہے، حاصل کلام یہ ہے کہ ہم نے عالم کو آپ کی خاطر ظاہر کیا، اس کا یہ معنی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں بیان ہوا ہے کہ (اے جیب! اگر آپ نہ ہوتے تو میں اس کائنات کو پیدا نہ کرتا۔

(آلوسی، تفسیر روح المعانی، 26:129)

بعض علماء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مرتبہ کے پیش نظر یہ لکھا ہے کہ اگر اسے حدیث نہ بھی سمجھا جائے تو بھی یہ روایت معاً صحیح ہے۔ جیسے علامہ عجلونی۔ وہ ائمہ جو عقائد میں سند کا درج رکھتے ہیں جن کی عمریں تو حید اور شرک کا صحیح مفہوم سمجھانے میں صرف ہوئیں وہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ نورِ محمدی کو سب سے پہلے تخلیق کیا گیا انہی ائمہ میں سے ایک امام ابو الحسن الشافعی ہیں۔ جو لکھتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدسہ اسی نور کی ایک چمک ہے اور فرشتے انہی انوار کا پرتو ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میر انور پیدا کیا اور باقی ہر چیز میرے نور سے پیدا کی۔“

(فاسی، مطابع المسّرات: 265)

حدیث ”لَوْلَاتٌ لَّهَا خَلَقَتُ الْأَفْلَاكَ“ ان الفاظ کے ساتھ محدثین کے نزدیک ثابت نہیں، البتہ ملا علی قاری رحمہ اللہ ودیگر محدثین معنی کے اعتبار سے اسے درست قرار دیتے ہیں۔ علامہ مولانا علی بن سلطان قاری اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں: ان الفاظ کے ساتھ وارد نہیں لیکن اس کے معنی صحیح ہیں۔

(آنلُبُّدَةُ فِي شَهَرِ الْبُرْدَةِ صفحہ 258)

انہی، محدثین و مفسرین نے تخلیقِ محمدی کے حوالے سے مروی احادیث کو قبول کر کے اپنی گراں قدر تصانیف میں جگہ دی ہے اور پھر ان کی تشریح و تعبیر کر کے یہ ثابت کیا کہ آقاؑ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات سے صرف افضل و برتر ہیں بلکہ وجہ تخلیق کائنات بھی آپ ہیں یعنی کائنات کو وجود میں لانے کا واسطہ بھی آپ ہمہ ہے۔ تخلیق کائنات میں واسطہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نعمتیہ شعر میں احمد رضا خان بریلوی صاحب نے کتنی خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہاں کی جان ہے تو جہاں ہے

امام شرف الدین محمد بن سعید بوصیریؒ اپنے مشہور زمانہ قصیدہ بردہ شریف میں لکھتے ہیں:

| | | | | | |
|----------|-----------|-----------|-------------|-----------|-----------|
| وَكَيْفَ | تَدْعُونَ | إِلَى | الْدُّنْيَا | ضَرُورَةٌ | مَنْ |
| لَوْلَةُ | لَمْ | تَخْمِّجَ | الْدُّنْيَا | مِنْ | الْعَدَمِ |

یعنی دنیا کی ضرورتیں اس مبارک ہستی کو اپنی طرف کیسے بلا سکتی ہیں کہ اگر وہ نہ ہوتے تو دنیا عدم سے وجود میں نہ آتی۔
سامعین! یہ بات تو اسلامی تعلیمات سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں واسطہ اور سیلہ بنا نا اللہ تعالیٰ کا حکم اور اس کی سنت ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کائنات میں موجود ذات و صفات اور افعال میں سے کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب واسطہ بن سکتی ہے؟ اور اللہ تعالیٰ نے خود ہی آپ کو مخلوق اور خالق کے درمیان واسطہ عظیمی بنایا۔ کیونکہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہی ہے جو اس پوری بزم کون و مکان میں محبوبیتِ عظمی کے مقام پر فائز ہے۔
دوسرے آپ کی برتری سورۃ آلمعراج آیت 82 سے عیاں ہے۔ جس کے مطابق عالم آرداوح میں جب تمام آنیباء کرام علیہم السلام کو خلعت نبوت سے مشرف فرمایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے نہ صرف واسطہ رسالتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت و افادیت بیان فرمائی بلکہ اس واسطہ عظمی کو ہی نبوت و رسالت کے مناصبِ جلیلہ کی تفویض کا ذریعہ قرار دیا۔

إرشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيشَاقَ النَّبِيِّنَ لَهَا أَتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولًا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ طَ قَالَ إِنَّقْرَزْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي طَ قَالُوا إِنَّقْرَزْنَا طَ قَالَ فَإِشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ۔ (آل عمران: 82)

کہ جب اللہ نے نبیوں کا بیثاق لیا کہ جبکہ میں تمہیں کتاب اور حکمت دے چکا ہوں پھر اگر کوئی ایسا رسول تمہارے پاس آئے جو اس بات کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لے آؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ کہا کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس بات پر مجھ سے عہد باندھتے ہو؟ انہوں نے کہا (ہاں) ہم اقرار کرتے ہیں۔ اس نے کہا پس تم گواہی دو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ جب تمام پیغمبروں سے نبوت و رسالت کا حلف لے رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ارواح انبیاء و رسول علیہم السلام کے اس مقدس اجماع میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت کا اظہار فرمایا۔ اسی قدر و منزلت کے اظہار کا ایک اہم پہلو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے رسالتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کی شرط عائد فرمائی انبیاء و رسول علیہم السلام کو اس واسطے کی اہمیت باور کروائی۔ اس مجلس میں بڑے اہتمام سے اس حلف کے ساتھ ساتھ ان انبیاء کو بطور خاص بتایا گیا کہ تمہیں نبوت و رسالت کی عظیم نعمت اور جلیل القدر منصب دیا جا رہا ہے اس شرط کے ساتھ کہ تم میں سے ہر ایک کی رسالت و نبوت بالواسطہ میرے محبوب خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ نبوت و رسالت سے روشن ہو گی۔

تیرے نمبر پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو نبوت کی نعمت سے سرفراز فرمائے آپ کو جنت میں ٹھہرایا گیا۔ وہاں قدرت کی طرف سے آپ کو ایک امتحان میں ڈالا گیا جس کی وجہ سے آپ کو جنت سے نکال دیا گیا پھر آپ کو معاف کیا گیا لیکن یہ معافی آپ کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کے طفیل نصیب ہوئی۔

سامعین! چوتھے نمبر پر جس واسطے رسالت کا میں ذکر کرنے جا رہا ہوں وہ عالم بزرخ میں واسطے رسالت کے بغیر نہیں مل سکتی۔ قبر میں جو سوالات پوچھے جائیں گے اُن میں سے ایک سوال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا جائے گا۔ احادیث مبارکہ سے اس بات کی قطعی تائید ملتی ہے۔ صحیح بخاری اور دیگر کتب احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق قبر میں فیصلہ کن سوال صرف آپ کے بارے میں ہو گا۔ جو آپ کی پیچاگی کے بارے میں ہو گا اور یہی نجات کی شرط اور واسطہ ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ بندے کو جب اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے لواحقین اپس چلے جاتے ہیں تو وہ ان کے جو توں کی آواز سن رہا ہوتا ہے پھر اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اُسے بھاکر کہتے ہیں: تو اس شخص یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق (دنیا میں) کیا کہا کرتا تھا؟ اگر تو ایمان نہ لاتا تو تیر اٹھکانا جہنم میں ہوتا (جہنم میں اپنے اس ٹھکانے کی طرف دیکھ! اللہ تعالیٰ نے تجھے (نیک اعمال کے سبب) اس کے بدالے جنت میں ٹھکانادے دیا ہے۔ پس وہ دونوں کو دیکھتا ہو گا اور اگر منافق یا کافر ہو تو اس سے پوچھا جائے گا: تو اس شخص یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق (دنیا میں) کیا کہا کرتا تھا؟ وہ کہتا ہے: مجھے تو معلوم نہیں، میں وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے ہیں۔ اس سے کہا جائے گا: تو نہ جانا اور نہ پڑھا۔ اسے لوہے کے گزر سے مارا جائے گا تو وہ (شدت تکلیف سے قبر میں) چینتا چلاتا ہے جسے سوائے جنات اور انسانوں کے سب قریب والے سنتے ہیں۔

(بخاری کتاب الجنائز، مسلم، کتاب الجنة وصفة نعيها وأهلها، أبو داود، کتاب السنۃ)

ترمذی، کتاب الجنائز کی روایت کے مطابق جب میت کو یا تم میں سے کسی ایک کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اس کے پاس سیاہ رنگ کے نیلگوں آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں۔ ایک کا نام مسکر اور دسرے کا نام نکیر ہے۔ وہ دونوں اس میت سے پوچھتے ہیں۔ اس عظیم ہستی رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟ وہ شخص وہی بات کہتا ہے جو دنیا میں کہا کرتا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے (خاص) بندے اور رسول ہیں۔ فرشتے کہیں گے ہمیں معلوم تھا کہ تو یہی کہے گا پھر اس کی قبر کو لمبائی و چوڑائی میں ستر ستر ہاتھ کشادہ کر کے نور سے بھر دیا جائے گا پھر اسے کہا جائے گا: (آرام سے) سوجا، وہ کہتا ہے میں واپس جا کر گھر والوں کو بتاؤ۔ وہ کہتے ہیں نہیں، (اب تو نبی نویلی) دہن کی طرح سو جاؤ، جسے گھر والوں میں سے اُسے محبوب ترین شخص ہی اٹھاتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (روز محشر) اُسے اس کی خواب گاہ سے اٹھائے گا اور اگر وہ شخص منافق ہو تو (سوالات کے نتیجے میں) کہے گا: میں نے ایسا ہی کہا جیسا میں نے لوگوں کو کہتے ہوئے سن، میں نہیں جانتا (وہ صحیح تھا یا غلط)۔ پس وہ دونوں فرشتے کہیں گے کہ ہم جانتے

تھے کہ تم ایسا ہی کہو گے۔ پس زمین سے کہا جائے گا کہ اس پر تنگ ہو جائے گی یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں داخل ہو جائیں گی وہ مسلسل عذاب میں متلا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اس طحہ کانے سے اٹھائے گا۔

الغرض نہ کورہ احادیث بالا سے ثابت ہوا کہ قبر میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیچان کالازمی سوال ہو گا اور اس میں کامیابی ہی نجات کا باعث ہو گی۔

سامعین! آج میں اپنی تقریر میں پانچویں نمبر پر واسطہ شفاعت کا ذکر کروں گا۔ قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ روز قیامت بھی شدت تکلیف میں تمام لوگ جمع ہو کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئیں گے اور آپ کو اللہ کے حضور واسطہ شفاعت بناتے ہوئے عرض کریں گے کہ ہمارے لیے اللہ کریم کے حضور سفارش کریں تاکہ حساب و کتاب کا مرحلہ جلدی شروع ہو اور ہم اس جان یوں تکلیف سے نجات پائیں۔ اس روز ربِ ذوالجلال آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔ یہ وہ اعلیٰ اور ارفع مقام ہے جو صرف آپ کی شانِ نبوت کے لیے مختص ہے چنانچہ آپ کے اس مقام و مرتبہ پر فائز ہونے سے جمیع امم کو فائدہ ہو گا۔ آپ لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے اور آپ کے واسطہ عظیمی سے لوگوں کو نجات ملے گی۔ سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا گیا: عَسَى أَنْ يُبَعَثَكُ رَبُّكَ مَقَاماً مَحْمُوداً (آیت: 80) کہ یقیناً آپ کا رب آپ کو مقام محمود (یعنی مقام شفاعت) پر فائز فرمائے گا۔

احادیث میں ہے کہ روزِ قیامت سب لوگ گروہ در گروہ ہو جائیں گے۔ ہر امت اپنے اپنے نبی کے چیخھے ہو گی اور عرض کرے گی: اے فلاں! شفاعت کیجئے، اے فلاں! شفاعت کیجئے یہاں تک کہ شفاعت کی بات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر ختم ہو گی۔ پس اس روز شفاعت کے لئے اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔

سامعین! میں پانچویں واسطہ میں آپ کے ایک اور درجے، مقام اور مرتبہ کے متعلق کہنا چاہتا ہوں۔ یہ کوئی واسطہ تو نہیں تاہم دوسرے انبیاء پر ایک فضیلت ضرور ہے جو یہاں بیان کرنی ضروری ہو گی۔ آپ نے فرمایا:

إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ، وَإِنَّ آدَمَ لَيُنْجِدَنَّ فِي طِينَتِهِ

(ابن حبان فی الصحیح الرقم: 6404، والطبرانی فی المعجم الكبير الرقم: 63)

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں اللہ تعالیٰ کے ہاں لو ج محفوظ میں اُس وقت بھی خاتم الانبیاء تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے۔

سامعین! تقریر کے آخر پر اسی حوالہ سے چند مزید روایات بیش ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی:

يَا عِيسَى أَمِنْ بِهِمْ حَدِيدًا وَأَمْرَ مَنْ أَذْرَكَهُ مِنْ أُمَّتِكَ أَنْ يُؤْمِنُوا بِهِ فَلَوْلَا مُحَمَّدًا مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ

(مستدرک 3/516، حدیث: 4285)

یعنی اے عیسیٰ! محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاو اور اپنی اُمّت میں سے ان کا زمانہ پانے والوں کو بھی ان پر ایمان لانے کا حکم دو۔ اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا اور نہ ہی جنت و دوزخ بناتا۔

حضرت جریل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: آپ کارت ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَأَهْلَهَا لَا عِرَافَهُمْ كَمَ امْتَكَ وَمَنْزِلَتَكَ عِنْدِي وَلَوْلَكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا

(خصائص کبیری 2/330)

یعنی بے شک میں نے دنیا اور دنیا والوں کو اس لئے پیدا فرمایا ہے تاکہ اے محبوب! میرے نزدیک آپ کی جو قدر و منزلت ہے وہ انہیں بتاؤں اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو تخلیق نہ فرماتا۔

جب اللہ پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو آپ نے عرش پر نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرمائے کہ بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اے میرے رب! یہ نور کیسی ہے؟ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

هَذَا تُورْنَيِّ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ أَسْمِهِ فِي السَّمَاءِ أَعْجَدُ وَفِي الْأَرْضِ مُحَمَّدٌ لَوْلَا دُمًا حَقَّتُكَ وَلَا خَلَقْتُ سَيَّاهًةً وَلَا أَرْضاً

(موهبددنیه، 1/35، زرقانی علی الموهب 1/85)

یعنی یہ آپ کی اولاد میں سے ایک نبی کا نور ہے جن کا آسمان میں احمد جبکہ زمین والوں میں محمد ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میں نہ آپ کو پیدا کرتا اور نہ ہی آسمان وزمین کو بناتا۔

اپک حدیث میں فرمایا گیا:

لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ سَمَاءً وَلَا أَرْضًا وَلَا جِنًا وَلَا مَلَكًا

یعنی اے محبوب! اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمان و زمین اور جنات و فرشتوں کو یہدا نہ فرماتا۔

(42/3، الحار، حواه)

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”کوَلَّاكَ لَنَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ میں کیا مشکل ہے؟ قرآن مجید میں ہے خَلَقْتَنِّکُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَهِيْعًا (البقرة: 30)، زمین میں جو کچھ ہے وہ عام آدمیوں کی خاطر ہے۔ تو کیا خاص انسانوں میں سے ایسے نہیں ہو سکتے کہ ان کے لئے افلاک بھی ہوں؟... دراصل آدم کو جو خلیفہ بنایا گیا تو اس میں یہ حکمت بھی تھی کہ وہ اس مخلوقات سے اپنے منشاء کا خدا تعالیٰ کی رضامندی کے موافق کام لے۔ اور جن پر اس کا تصرف نہیں وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے انسان کے کام میں لگے ہوئے ہیں، سورج، چاند، ستارے وغیرہ۔“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا: "يُظْهِرُكُ اللَّهُ وَيُثْبِتُ عَلَيْكُ - لَوْلَاكَ لَمَّا حَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ - خَدَاجَّهِ غَالِبٌ كَرَّهَ گا اور تیری تعریف لوگوں میں شائع کرے گا۔ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو سدا ان کرتا" (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 213)

اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ ”ہر ایک مصلح کے وقت میں روحانی طور پر نیا آسمان اور نئی زمین بنائی جاتی ہے یعنی ملائک کو اس کے مقاصد کی خدمت میں لگادیا جاتا ہے اور زمین پر مستعد طبیعتیں پیدا کی جاتی ہیں پس ہر ایک کی طرف اشارہ ہے۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الامام ایاہ اللہ تعالیٰ حضرت مصلح موعودؑ کے حوالہ سے اس موضوع کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ اس جگہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے اور وہ یہ کہ آدم کو خلیفہ بنانے کے موقعہ پر جو کچھ خدا تعالیٰ نے فرمایا وہ بھی درست تھا اور جو فرشتوں نے کہا وہ بھی درست تھا جیسا کہ پہلے بیان کیا ہے، ”صرف نقطہ نگاہ کا فرق تھا۔ اللہ تعالیٰ کی نظر ان صلحاء پر تھی جو آدم کی نسل میں ظاہر ہونے والے تھے اور اس نظام کی خوبیوں پر تھی جو آدم اور اس کے اظلال کے ذریعہ سے دنیا میں قائم ہونے والا تھا لیکن فرشتوں کی نظر ان بد کاروں پر تھی جو انسانی دماغ کی تکمیل کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کا موردِ عتاب بننے والے تھے۔ خدا تعالیٰ آدم کی پیدائش میں محمدی جلوہ کو دیکھ رہا تھا اور فرشتے بو جہلی صفات کے ظہور کو دیکھ کر لرزائی و ترسائی تھے۔ (پریشان تھے)“ اور گویہ درست ہے کہ جو کچھ فرشتوں نے خلافت کے قیام سے سمجھا تھا درست تھا مگر ان کا یہ خوف کہ ایسا نظام دنیا کے لئے لعنت کا موجب نہ ہو، غلط تھا۔ کیونکہ کسی نظام کی خوبی کا اس کے اچھے ثمرات سے اندازہ کیا جاتا ہے نہ کہ اس میں کمزوری دکھانے والوں کے ذریعہ سے۔ اگر کسی اچھے کام کو اس کے درمیانی خطرات کی وجہ سے چھوڑ دیا جائے تو کوئی ترقی ہوئی نہیں سکتی۔ ہر بڑا کام اپنے ساتھ خطرات رکھتا ہے۔ آپ اس کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”طالب علم، علم کے سکھنے میں جانیں ضائع کر دیتے ہیں۔“ مگر علم سیکھنا ترک نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح ملکوں میں فوجوں کی جانیں ضائع ہوتی ہیں تو لوگ فوج میں جانے

سے رک نہیں جاتے یا جنگیں ختم نہیں ہو جاتیں یا اپنے ملک کی حفاظت ختم نہیں ہو جاتی۔ پس گو خلافت کے قیام سے انسانوں کا ایک حصہ مور دسرا بننے والا تھا اور مفسد اور قاتل قرار پانے والا تھا۔ مگر ایک دوسرا حصہ خدا تعالیٰ کا محبوب بننے والا تھا اور فرشتوں سے بھی اوپر جانے والا تھا۔ وہ کامیاب ہونے والا حصہ ہی انسانی نظام کا موجب تھا اور اس حصہ پر نظر کر کے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ انسانی نظام ناکام رہا بلکہ حق تو یہ ہے کہ اس اعلیٰ حصہ کا ایک فرد اس قابل تھا کہ اُس کی خاطر اس سارے نظام کو تیار کیا جاتا۔ اسی حکمت کو مد نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بعض اپنے کامل بندوں سے فرمایا ہے کہ لَوْلَاتَ لَهَا خَلَقْتُ الْجُنُّوْنَ (ابن عساکر) کہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم دنیا جہان کے نظام کو ہی پیدا نہ کرتے۔ یہ حدیث قدسی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت وارد ہوئی ہے۔ بعض اور کامل وجودوں کو بھی اسی قسم کے الہام ہوئے ہیں۔ پس یہ کامل لوگ اس بات کا ثبوت ہیں کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہی حکمت کے مطابق تھا۔ ”ماخوذ از تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 284-283“

(خطبہ جمعہ 20 اپریل 2007ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”انسان کامل جن کا نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ہے جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے زمین و آسمان کو بھی تیری وجہ سے پیدا کیا ہے۔ اپنے نور ہونے کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں۔ ایک روایت مرقۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصاہیح کتاب الایمان میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ میر انور ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصاہیح کتاب الایمان باب الایمان بالقدر)۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ابتداء سے ہی یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اس انسان کامل کو دیا جانے والا نور وہ نور ہے جو نہ پہلوں میں کبھی کسی کو دیا گیا اور نہ بعد میں آنے والوں کو دیا جائے گا۔ وہ صرف اور صرف انسان کامل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہو گا۔“

(خطبہ جمعہ 22 جنوری 2010ء)

حضور انور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث قدسی ہے کہ لَوْلَاتَ لَهَا خَلَقْتُ الْجُنُّوْنَ۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو دنیا پیدا نہ کرتا۔ یہ زمین و آسمان پیدا نہ کرتا۔ (الموضوعات الکبریٰ لِبْلَأ علی القاری صفحہ 194 حدیث نمبر 754)۔ گو مسلمانوں کا ایک بڑا حصہ اس حدیث کی صحت پر اعتراض کرتا ہے لیکن ہمیں اس زمانہ کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عاشق صادق نے اس حدیث کی صحت کا علم دیا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی مقام کی طرف نشاندہی کرتا ہے۔ آپ تمام رسولوں سے افضل ہیں۔ آپ تاقیمت تمام زمانوں کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے یہ مقام بخشائے ہے کہ آپ کی اتباع سے انسان اللہ تعالیٰ کی محبت پاتا ہے۔ آپ کو وہ مہربنوت عطا ہوئی ہے جو تمام سابقہ انبیاء پر ثابت ہو کر ان انبیاء کے نبی ہونے کی تقدیق کرتی ہے۔ آپ کو وہ مقام خاتم النبیین ملا ہے جس کے امّتی کو بھی نبوت کا درجہ ملا اور آپ کا امّتی اور عاشق صادق ہونا ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشوگوئی کے مطابق آنے والے مسیح و مهدی کو نبوت کا مقام دلا گیا..... پس آپ کے نزول سے جو نئے زمین و آسمان پیدا ہوئے، جس میں آپ نے اللہ تعالیٰ سے انتہائی درجہ کا قرب پا کر انسانوں کی نجات اور خدا تعالیٰ سے محبت اور اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت کا مقام بھی حاصل کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو رَحْمَةً لِلْعَلَّيْنِ کا مقام عطا فرمایا۔ آپ سے محبت کو اپنی محبت قرار دیا۔ یہ سب باتیں ثابت کرتی ہیں کہ یہ افلاک بھی خدا تعالیٰ کے آپ سے خاص پیار کے نتیجہ میں آپ کے لئے پیدا کرنے گئے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ آپ کی علویشان کے لئے ہم اس حدیث قدسی کو صحیح تسلیم نہ کریں۔ پس یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقام کو پہچانا ہے۔“

(خطبہ جمعہ 28 جنوری 2011ء)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى أَلِّي مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى أَلِّي إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى أَلِّي مُحَمَّدٍ كَمَا بَارِكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى أَلِّي إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ

(تعاون: زاہد محمود و مسروق عائشہ چودھری)